بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے کھاد کی ضرورت ہے اور اس وقت میرے پاس رقم نہیں ہے، میں نے ایک دکاندار سے چھ ماہ کی ادھار پر کھاد دینے کی بات کی تو وہ مجھے نقد کے مقابلے میں کچھ زیادہ قیمت پر فروخت کر رہا ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ میرا اس طرح سے کھاد لینا شرعاً کیسا ہے اور یہ سود میں شامل تو نہیں ہے؟ مستفتی: محمد عمر

پتہ: موضع شادی خان، کھوہ ملانے والا، سنانواں

موبائل نمبر: 03457185480

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلّیاً

قسطوں پر کاروبار اگر مندرجہ ذیل شرائط کے مطابق ہو تو وہ فقہاء کی تصریح کے مطابق جائز ہے اور شرائط پائے جانے کی صورت میں جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ جائز ہے اور اس پر سود کی تعریف صادق نہیں آتی بشرطیکہ مزید کوئی شرطِ فاسد نہ لگائی جائے، اور اس کے جائز ہونے کی شرائط یہ ہیں:

(۱)۔ جائز اور حلال اشیاء کا کاروبار ہو۔

(۲)۔ مجلسِ عقد میں مبیع کی پوری قیمت طے کر لی جائے۔

(۳)۔ قسطیں متعیّن کر لی جائیں۔

(۴)۔ قیمت ادا کرنے کی مدّت متعیّن کر لی جائے۔

(۵)۔ فروخت کرنے والا جس چیز کو فروخت کر رہا اس کا خود مالک ہو اور خریدنے والے کو سپرد کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، اور اگر وہ خود مالک نہیں ہے تو ایسی صورت میں آگے فروخت کرنا جائز نہیں، البتہ فروخت کرنے کا وعدہ کر سکتا ہے، اور جب اس چیز کا خود مالک بن جائے تو اس وقت سابقہ وعدہ کے مطابق اسے فروخت کر سکتا ہے۔

(۶)۔ واپسی کی مدت کے اندر اندر ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں خریدار پر مالی جرمانہ، یا اس سے کسی قسم کی مزید رقم کا مطالبہ نہ کیا جائے، کیونکہ یہ سود میں داخل ہے۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر آپ کسی دکاندار سے چھ ماہ کی ادھار پر کھاد خریدتے ہیں، جس پر وہ دکاندار آپ سے نقد قیمت کے مقابلے میں کچھ زیادہ منافع لیتا ہے تو مذکورہ بالا شرائط کی روشنی میں باہمی رضامندی

(جاری ہے۔۔۔)

یہ معاملہ کرنا شرعاً جائز ہے اور سود میں شامل نہیں ہے۔ البتہ قسطوں کی ادائیگی سے پہلے خریدی ہوئی چیز اسی دکاندار یا اس کے کسی کاروباری شریک کو بیچنا جائز نہ ہوگی۔(أخذہ،التبویب:5/24)

فی سنن الترمذی – (5 / 7):

عن أبي هريرة قال نهى رسول ﷺ عن بيعتين في بيعة... وقدفسربعض أهل العلم قالوا بيعتين في بيعة أن يقول أبيعك هذاالثوب بنقد بعشرة وبنسيئة بعشرين ولا يفارقه على أحد البيعين فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذاكانت العقدة على أحد منهما

وفی مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح – (5 / 1938):

2868 - (وعن أبي هريرة قال: «نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة») أي صفقة واحدة وعقد واحد. قال المظهر: وكذا في شرح السنة فسروا البيعتين في بيعة على وجهين: أحدهما أن يقول بعتك هذا الثوب بعشرة نقدا أو بعشرين نسيئة إلى شهر، فهو فاسد عند أكثر أهل العلم لأنه لا يدرى أيهما جعل الثمن.

وفی بدائع الصنائع – (11 / 247):

(منها) أن يكون الأجل معلوما في بيع فيه أجل فإن كان مجهولا يفسد البيع سواء كانت الجهالة متفاحشة : كهبوب الريح ، ومطر السماء ، وقدوم فلان ، وموته ، والميسرة ، ونحو ذلك ، أو متقاربة : كالحصاد ، والدياس ، والنيروز ، والمهرجان ، وقدوم الحاج ، وخروجهم ، والجذاذ ، والجزار ، والقطاف ، والميلاد ، وصوم النصارى ، وفطرهم قبل دخولهم في صومهم ، ونحو ذلك.

وفی المبسوط للسرخسي – (13 / 7):

وإذا عقد العقد على أنه إلى أجل كذا بكذا وبالنقد بكذا أو قال إلى شهر بكذا أو إلى شهرين بكذا فهو فاسد...وهذا إذا افترقا على هذا فإن كان يتراضيان بينهما ولم يتفرقا حتى قاطعه على ثمن معلوم، وأتما العقد عليه فهو جائز؛ لأنهما ما افترقا إلا بعد تمام شرط صحة العقد.

وفی الهداية شرح البداية – (3 / 22):

قال ويجوز البيع بثمن حال ومؤجل إذا كان الأجل معلوما لإطلاق قوله تعالى{ وأحل الله البيع } وعنه عليه الصلاة والسلام أنه اشترى من يهودي طعاما إلى أجل معلوم ورهنه درعه ولا بد أن يكون الأجل معلوما

(جاری ہے۔۔۔)

وفی الفقه الإسلامي وأدلته – (5 / 147):

أجاز الشافعية والحنفية والمالكية والحنابلة وزيد بن علي والمؤيد بالله والجمهور: بيع الشـــيء في الحال لأجل أو بالتقســـيط بأكثر من ثمنه النقدي إذا كان العقدمستقلاً بهذا النحو، ولم يكن فيه جهالة بصفقة أو بيعة من صفقتين أو بيعتين، حتى لايكون بيعتان في بيعة.

وفی الفقه الإسلامي وأدلته – (5 / 148):

والواقع يختلف البيع لأجل أو بالتقسيط عن الربا، وإن وجد تشابه بينهما في كون ســـعر الأجل أو التقســـيط في مقابل الأجل، ووجه الفرق أن الله أحل البيع لحاجة، وحرَّم الربا بسبب كون الزيادة متمحضة للأجل. ولأن الربا أي الزيادة من جنس ماأعطاه أحد المتعاملين مقابل الأجل، كبيع صـــاع حنطة مثلاً في الحال بصـــاع ونصـــف يدفعان بعد أجل، أو إقراض ألف درهم مثلاً على أن يسدد القرض ألفاً ومئة درهم. أما في البيع لأجل أو بالتقسيط فالمبيع سلعة قيمتها الآن ألف، وألف ومئة بعد أشهر مثلاً، وهذا ليس من الربا، بل هو نوع من التسامح في البيع.....

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد عاصم عصمہ اللہ تعالیٰ

دارالافتاء جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

۰۷/ربیع الاول/۱۴۳۹ھ

۲۶/نومبر/۲۰۱۷ء

الجواب صحیح

محمد عبدالجلیل عفی عنہ

رئیس دارالافتاء جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

۰۷/ربیع الاول/۱۴۳۹ھ

۲۶/نومبر/۲۰۱۷ء